سوال

(95)گندگی والی جگہ پر مسجد تعمیر کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مقام پر پہلے عیدگاہ تھی ،اب اس کے متصل ہی نئی عیدگاہ بن گئی ہے اوراس میں عیدین کی نماز ہورہی ہے ۔ پرانی عیدگاہ اب گندگی وغلاظت کاڈھیر بن گئی ہے ،اورنازیبا حرکات کےلیے استعمال کی جانے لگی ہے ۔ پرانی عیدگاہ کے منتظمین اس جگہ دینی مدرسہ قائم کرناچاہتے ہیں ۔ کیااس پرانی عیدگاہ اوراس سے متصل عیدگاہ موقوفہ زمین پر مسجد ،مدرسہ ، دارالاقامہ اور تعلیمی وتدریسی ضروریات پوری کرنے کےلیے کرایہ کی دوکانوں کابنانا جائز ہے ؟ کیا مجلس انظامیہ جووقف بورڈسے منظورشدہ ہےاورجس کے انتظام میں یہ پرانی عیدگاہ ہے ،مدرسہ کے قیام اوراس کےلیے ضروری تعمیرات کاحق رکھیتی ہے ؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب سے سرفرازفرمائیں ۔ السائل : مرزاماجدبیگ علی گڑھ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نئی عیدگاہ بن جانے کے پرانی عیدگاہ جوبالکلیہ متروک ہوچکی ہےاوروہاں گندگی وغلاظت اورناریبا حرکات ہونے لگی ہیں ،اس کےچوترہ پرجہاں عیدین کی نمازہواکرتی تھی مسجد کرنا ، اوراس چبوتراکےتین جانب جوعیدگاہ کی موقوفہ زمین ایک حصہ ہےاس میں مدرسہ کا اور طلبہ کےلیے دارالاقامہ کا، نیزمدرسہ کےلیے کتب خانہ ودیگرضروری عمارات کا بنوانا بلاشبہ شرعا جائزاوردرست ہے ،پرانی عیدگاہ کی منتظمہ کمیٹی جووقف بورڈکی طرف سے منظورہ شدہ اوراس کی مقررکردہ ہے ، اس کوپرانی عیدگاہ کی موقوفہ زمین میں مذکورہ تعمرات کاپوراحق ہے ، البتہ وہاں پرکرایہ کی دوکانوں کاتعمیرکرانا اورکرایہ پراٹھانا مناسب اورخلاف مصلحت ہے ،کسی بھی درسگاہ کے تعمیرات کاپوراحق ہے ،البتہ وہاں پرکرایہ کی دوکانوں کاتعمیرکرانا اور کرایہ پراٹھانانامناسب اورخلاف مصلحت ہے ، کسی بھی درسکاہ کے قریب ہوٹل اوردوکانوں کاہونا اس کاطلبہ پراچھا اثر نہیں پڑتا ، مدرسہ کوعام آدمی باالخصوس بازاراورہوٹل وغیرہ الگ کچھ دورہوناچاہیے ، تجربہ اورمشاہدہ سے یہی ثابت ہے ۔

پرانی عیدگاہ کی زمین پرمذکورہ تصرفات کے جواز کےلیے درج ذیل عبارات بغورملاحظہ کی جائیں :

’’إن الوقف إذاخرب وتعلطلت منافعه ،كدارانهدمت أوأرض خربت ،وعادت مواتا ،ولم تمكن عمارتها ،أومسجدا انتقل أهل القرية عنه ، وصارفى موضع لايصلى فيه ،أوضاق بأهله ،ولم يمكن توسيعه فى موضعه ،أوتشعب جميعه فلم تمكن عمارته ولاعمارة بعضه ،إلابيع بعضه ،جاز بيع بعضه لتعمربه بقيته ،وإن لم يمكن الانتقاع بشى منه ، بيع جميعه ،قال أحمد (بن حنبل) فى رواية صالح : يحول السجد خوفا من الصوص ،وإذاكان موضعه قذرا ،قال القاضى : يعنى إذاكان ذلك يمنع من الصلاة فيه ،ونص على جواز بيع عرصته فى رواية عبداله (بن احمد) ,

قال أبوبكر : وبالقول الأول أقول ،لإجماعهم على جواز بيع الفرص الحيس ،يعنى : الموقوفة على الغزو ،إذاكبرت فلم تصلح للغزو ،وأمكن الانتفاع بهافى شئ آخر ،مثل أن تدورفى الرحى ،أوتحمل

عليها تراب ، أو تكون الرغبة فى نتاجها ، أو حصانا يخذ للطراق فأنه يجوز بيعها ويشترى بثمنها مايصلح للغزو ، نص عليه أحمد

قال ابن قدامة " يدل على ماقال أحمد ماروى أن عمر رضى الله عنه كتب إلى سعد ، لما بلغه أنه قد نقب بيت المال الذى بالكوفة ، انقل المسجد الذى بالتمارين ، واجعل بيت المال فى قبلة المسجد ، فإنه لن يزال فى المسجد مصل ، وكان هذا بمشهد من الصحابة ولم يظهر خلافة ، فكان إجماعا ، ولأن فيما ذكرناه استبقاء الوقف بمعناه عند تعذر ابقائه بصورته ، فوجب ذلك ، ، . (المعنى الا ابن قدامة 8/ 231-222 باختصار وتصرف يسير)

ابن قدامہ مقدسی کو مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد اور حنابلہ کے نزدیک مسجد کا ، یا کسی بھی موقوفہ زمین کا ان کی بیان کردہ صورتوں میں فروخت کرنا ، اور حاصل شدہ قیمت کا بدل کے طور پر کسی دوسرے دینی کام میں صرف کرنا ، حضرت عمر کے فرمان کی روشنی میں جائز اور درست ہے ، تو سوال میں مذکور پرانی عیدگاہ کی زمین پر مسجد اور دینی مدرسہ کا بنانا اور مدرسہ کی ضروریات کے لیے مطلوبہ عمارات کا بنوانا بدرجہ اولی جائز ہوگا ۔ خلافا لمالک والشافعی و محمد بن الحسن ، والراجع عندنا قول الامام احمد رحمہ اللہ . ہذا ما ظہر لی والعلم عند اللہ .

املاہ عبیداللہ الرحمانی المبارکفوری 4/1/1410ھ/27/1990م (سہ ماہی افکار عالیہ مؤناتھ بھنجن ج : 4 ، ش : 4 رمضان تا ذی القعدہ 1428ھ اکتوبر تا دسمبر 2007ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 194

محدث فتویٰ